شعر و ادب

مٹ گئے کتنے نشاں، یاد نہیں!

مولانا عبدالرحمٰن عاجزؔ۔ مالیر کوٹلوی

رُوح تھی سجدہ کناں، یاد نہیں — کون تھا جلوہ فشاں، یاد نہیں
دلِ پُر شوق و نگاہِ بے تاب — تو یہاں تھا کہ وہاں، یاد نہیں
صبح دم جو سرِ گردوں گونجی — آہِ دل تھی کہ اذاں، یاد نہیں
جانے آئے ہیں کہاں سے ہم لوگ — اور جانا ہے کہاں، یاد نہیں
چاندنی رات میں سونے والو — تم کو مدفن کا سماں یاد نہیں
کھو دیا اُس نے سبھی کچھ کہ جسے — مقصدِ عمرِ رواں، یاد نہیں
بحرِ عصیاں کا تموج مت پُوچھ — کتنے ڈوبے ہیں یہاں، یاد نہیں
اشک اُمڈ آئے تو معلوم ہُوا — کب اٹھا دل سے دھواں، یاد نہیں
اب تو سانسوں سے بھی آنچ آتی ہے — کب سے ہوں شعلہ بجاں یاد نہیں
کس طرح گذرے ہیں لمحاتِ حیات — قصۂ خوابِ گراں، یاد نہیں!
بھر لے پھولوں سے نظر کا دامن — کیا تجھے دورِ خزاں، یاد نہیں
کتنے رخصت ہوئے بے گور و کفن — مٹ گئے کتنے نشاں، یاد نہیں!
عالمِ نزع تھا جب آنکھ کھلی — کب ہوئی بند زباں، یاد نہیں

چل بسے کتنے مکیں اے عاجزؔ
کتنے اُجڑے ہیں مکاں، یاد نہیں